جے پور کے اولیاء

حصہ چہارم

مصنّف

شاہد احمد جمالی

ناشر

ایجنسی ہمدرد دواخانہ،۳۱۲،رام گنج بازار، جے پور

فون:2607012

﴿جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ﴾

نام کتاب	:	جے پور کے اولیاء حصہ چہارم
نام مصنف	:	شاہد احمد جمالی
سن اشاعت	:	2011ء
تعداد اشاعت	:	500
اشاعت	:	بارِ دوم
قیمت	:	مفت
ضخامت	:	38/صفحات
سائز	:	20x30=16
طباعت	:	گلوبل کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، رام گنج بازار، جے پور فون:-9460866130, (0141)3215359
ناشر	:	ہمدرد دواخانہ ۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

ملنے کا پتہ

ایجنسی **ہمدرد دواخانہ**۳۱۲، رام گنج بازار، جے پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سید عابد علی قادری چشتی عنایتی ابوالعلائی

آپ کی پیدائش ۱۹۳۳ء میں شہر اجمیر محلّہ اندر کوٹ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام احمد علی تھا۔ اور والدہ ٹونک سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ کا مزار جے پور میں اجمیر روڈ پر ایس آئی ڈسپنسری کے پیچھے شانتی نگر حکیم لطیف صاحب کی بغیچی میں واقع ہے۔

آپ خوش اخلاق رحم دل، ملنسار، کم گو شخص تھے۔ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔ اور آپ نے اپنے پیر و مرشد کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ شریعت کی پابندی کا ہر وقت پاس رکھتے تھے۔

آپ لمبے قد وقامت اور خوش رنگ تھے۔ ہندی اردو انگریزی عربی فارسی زبانوں پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ کتابت کے بھی شوقین تھے۔ آپ کو علم و حکمت میں بھی مہارت حاصل تھی۔ مریض کے مرض اور مزاج کے شناخت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ صبح شام آپ کے در پر ضرورت مندوں اور بیماری سے پریشان لوگوں کا ہجوم

لگا رہتا تھا۔ اور خدا کے فضل سے سبھی صحت یاب ہوا کرتے تھے۔ وہ خود کوئی دوا نہیں دیا کرتے تھے۔ بلکہ وہ یا تو مفردات لکھا کرتے یا ہمدرد دواخانہ کی بنی ہوئی دوائیاں لکھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ دو شخص ایک مریض کو رکشا میں ڈال کر آپ کے پاس لیکر آئے اور عرض کیا کہ حضرت یہ شخص دو سال سے سخت بیمار ہے تمام ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کروا چکے لیکن نہ تو ان کو بیماری سمجھ میں آتی ہے نہ ہی یہ اچھا ہوا۔ آپ کا نام سن کر آئے ہیں آپ دعا کریں کہ یہ یا تو اچھا ہو جائے یا اسے موت ہی آجائے اس کی زندگی اجیرن بن گئی ہے۔ آپ نے بڑی اطمینان سے یہ سب کچھ سنا اور فرمایا کہ اس مریض کو میرے سامنے بٹھا دو اور تم بھی خاموش ہو کر ایک طرف بیٹھ جاؤ۔

آپ نے اس پر اپنی توجہ شروع کی کچھ دیر بعد اس کے ساتھیوں سے کہا کہ وہ جو سامنے شربت روح افزا کی آدھی بوتل رکھی ہے وہ اٹھا لاؤ اور اسے پلاؤ۔ چنانچہ اس شخص کو بنا پانی ملائے۔ شربت روح افزا کی وہ آدھی بوتل پلا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں اس شخص کو اطمینان ہونا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ۔ اور کل آکر حال بتاؤ، دوسرے دن ان کو اطلاع ملی کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ شخص بالکل اچھا

ہو گیا۔ بیماری بالکل جاتی رہی ۔ خدا نے آپ کی دعا میں ایسی ہی تاثیر رکھی تھی ۔

جب تک آپ اجمیر شریف میں رہے محنت مزدوری کرنے کے بعد جتنا وقت ملتا زیادہ تر خواجہ غریب نواز کے آستانہ مبارک پر گزارتے ۔ اور کسی پیرومرشد کی تلاش میں کوشاں رہتے ۔ آخر اللہ نے آپ کی مرادسنی اور حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب سے ۱۹۶۱ء میں آپ کی ملاقات ہوئی ۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۸ رسال تھی ۔

آپ کہتے تھے کہ مجھے خواب میں خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ تمہارے پیرومرشد آرہے ہیں اور مجھے ان کی شکل بھی دکھلائی تھی ۔

جب حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب نے آپ کو مرید کرلیا تو فرمایا یہ مرید ہمیں خواجہ غریب نواز نے عطا کیا ہے ۔ حضرت شاہ عنایت اللہ کانپور کے رہنے والے تھے ۔ جب بھی آپ اجمیر تشریف لاتے تو حضرت عابد علی صاحب دل وجان سے آپ کی خدمت کرتے ۔ آخر دس سال کے بعد آپ کو خلافت واجازت کی نعمت عطا کردی گئی ۔ اور تبلیغ دین اور بیعت کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

آپ اس کے بعد اجمیر کی درگاہ شریف میں ہی ذکر واذکار میں مصروف رہے اور متفکر رہنے لگے ۔ ایک روز آپ کو حکم ہوا کہ ناسک شہر

جاؤ اور وہاں جاکر دین کی خدمت کرو ۔ یہ حکم ملنے کے بعد آپ اور زیادہ متفکر رہنے لگے کیونکہ خواجہ غریب نواز کے قدموں سے دور جانا آپ کو منظور نہ تھا ۔ آخر درخواست لگائی کہ اپنے غلام کو اتنی دور نہ کریں میں تو آپ کے قدموں ہی میں رہنا چاہتا ہوں ۔

آخر کچھ دن بعد بشارت ہوئی کہ جے پور چلے جاؤ، وہاں دین کی خدمت انجام دو ۔ اور لوگوں کو فیض پہنچاؤ، آپ نے پھر عرض کیا کہ آستانہ چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا ۔ آخر حکم ہوا کہ ہمیں دیکھو کہ دین کی خاطر اپنا وطن گھربار سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہندوستان آئے ہیں ۔ بس اتنا اشارہ ہونا تھا کہ آپ بے چوں چرا جے پور تشریف لے آئے ۔ ۱۹۶۷ء میں جے پور میں حضرت جھاڑو شاہ بابا کا وصال ہوا تھا اس کے کچھ ہی دن بعد جے پور تشریف لائے ۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت ضیاء الدین شاہ صاحب نے خواجہ غریب نواز سے کہہ کر جے پور بلوایا ہے ورنہ ہمیں ناسک جانا ہی پڑتا ۔

جے پور میں آپ نے محلّہ نمدگراں میں سلسلہ طریقت کا کام شروع فرمایا ۔ اور اکثر وبیشتر حضرت ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر بھی ہوا کرتے ۔ کچھ عرصے بعد آپ نے کمہاروں کی ندی میں ایک ٹیلر ماسٹر محمد عابد خاں کی دوکان پر بیٹھ کر لوگوں کو فیض یاب کیا ۔ جو

شخص آپ کے پاس آتا آپ اپنی توجہ ڈال اس کا سارا حال خود ہی بتا دیا کرتے تھے۔ آپ تعویذ وغیرہ بہت کم دیا کرتے تھے وہ بھی تب جب کوئی ضرورت مند ضد کرتا۔ ورنہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا کام تو صرف خدا سے دعا کرنا ہے۔ اور بزرگوں کے وسیلہ سے خدا کام کردیا کرتا ہے۔ بہت ایسی مثالیں جے پور میں مل جائیں گی جو بے اولاد تھے۔ اللہ نے آپ کی دعا سے ان کی گود بھر دی۔ جو لوگ بیماری سے تنگ آگئے تھے اللہ نے آپ کی دعا سے انھیں صحت یاب کر دیا۔ جو لوگ آسیبی خلل میں پڑ گئے تھے وہ بھی سب آپ کی دعا کی برکت سے اچھے ہو گئے۔

آپ نے کبھی بھی کسی سے اپنے کام کی اجرت نہیں لی۔ صرف فی سبیل اللہ خدمت خلق کرتے تھے کیا ہندو کیا مسلمان سبھی آپ سے فیضیاب ہوتے تھے۔

۱۹۸۸ء میں آپ جل محل کے سامنے والی کالونی میں اپنا ایک مکان لیکر رہنے لگے۔ بے شمار لوگ آپ کے مرید اور معتقدین ہو گئے۔ آپ کے خلفاء میں کچھ خاص خاص نام یہ ہیں۔

۱. جناب سمیع الدین مستری صاحب

۲. جناب محمد اسماعیل خان صاحب آمیر

۳. جناب اقبال میاں ہانڈی پورہ

۴. جناب حافظ محمد صابر صاحب ٹونک

۵. جناب ابراہیم خاں صاحب، چھاپری ضلع ناگور

۶. جناب علاء الدین صاحب، ہٹواڑہ، جے پور

۷. جناب ساجد میاں صاحب جے پور

آپ کے مریدین نے محفل سماع کے لئے الگ الگ مقامات پر الگ الگ تاریخیں مقرر کر رکھی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ صرف مخصوص لوگوں کے یہاں ہی محفل سماع میں جاتے تھے۔ جیسے رضی الدین رضاؔ صاحب ہمدرد دواخانہ، رام گنج بازار یا جناب امام الدین صاحب نلہ نیلگران۔ ہمدرد دواخانہ پر تو آپ کا بہت آنا جانا تھا میں نے ان کو بہت اچھی طرح دیکھا بھی ہے اور فیض بھی حاصل کیا ہے۔ ہمارے تایا رضی الدین رضاؔ صاحب سے آپ کی اکثر علمی گفتگو ہوا کرتی تھی۔ اور میں بڑے ذوق سے ان کی گفتگو کو سنا کرتا تھا۔ آپ نے سفر بھی بہت کئے ہیں سفر میں بھی آپ نے مخلوق خدا کی خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

۱۹۹۲ء میں آپ کو بیماری نے آگھیرا۔ بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ علاج بھی بہت کرایا مگر خدا کو شفا دینا منظور نہ تھی۔ کسی نے حکیم لطیف صاحب سے علاج کرانے کا مشورہ دیا۔ حکیم صاحب انھیں اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے لیکن چونکہ یہ تو مرض الموت تھا۔ اس لئے شفا کیسے ہوتی۔

آخر ۱۹۹۳ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔ وصال سے پہلے آپ کے اہل وعیال نے آپ کو وہاں سے واپس گھر لانے کی کوشش کی۔ مگر آپ نہ آئے۔ حتیٰ کہ اسی کمرے میں آپ کا وصال ہوگیا۔ جب غسل کے لئے آپ کو اٹھایا گیا تو آپ کے سر کی جانب دیوار پر لکھا تھا کہ میرا آشیانہ یہیں ہے۔

آپ کی وصال کی تاریخ ۱۳؍فروری ۱۹۹۳ء بروز سنیچر بعد نماز عشاء، ۲۰؍شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۰؍برس تھی۔

وصال کے بعد جب لوگوں سے حکیم صاحب سے لاش لے جانے کی اجازت چاہی تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ جب وہ زندگی میں ہی نہیں گئے تو اب کیوں کر لے جا رہے ہو۔ یہ زمین میری ذاتی ملکیت ہے میں آپ کو بخوشی اجازت دے رہا ہوں کہ انھیں یہیں مدفون کردو۔ اور آگے عرس وغیرہ کرنے کی بھی اجازت دے رہا ہوں۔ اللہ حکیم صاحب قبلہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ کے دو مریدین ایک بار سٹّہ کا نمبر معلوم کرنے کے چکّر میں پڑھائی میں لگ گئے اس وقت آپ جے پور میں نہیں تھے۔ بمبئی گئے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہڈی شاہ بابا کے مزار پر جا کر پڑھائی کرنے لگے۔ (مصلحتاً ان کا نام نہیں لکھا) پڑھتے پڑھتے ان کو آواز آئی یہ کیا کر رہا ہے۔ وہ اٹھ کر بھاگے، لیکن ایک نے ہمت کر کے کہا یہ تو اپنے مرشد جیسی

آواز تھی اور وہ یہاں نہیں ہیں۔ واپس چلو اور پڑھائی شروع کرو۔ جب دوبارہ پڑھائی شروع ہوئی تو ان کے ایک زوردار تھپڑ پڑا۔ آخر وہ توبہ کر کے وہاں سے بھاگے کہ آئندہ ایسا کام نہیں کروں گا۔

ایسے ہی ایک دوسرا مرید ایک عامل کے چکّر میں پڑ گیا۔ وہ بھی سٹّہ وغیرہ کے نمبر بتایا کرتا تھا۔ وہ عامل مرید سے کہنے لگا کہ میں پڑھائی کے ذریعے جب نمبر معلوم کر لیتا ہوں تو وہ نمبر سامنے دیوار پر لکھ دیا جاتا ہے لیکن فوراً ہی ایک آدمی آ کر اس نمبر کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا کرتا ہے۔ مرید نے کہا کہ مجھے دکھاؤ وہ شخص کون ہے۔ چنانچہ عامل نے ویسا ہی کیا۔ جیسے ہی نمبر دیوار پر لکھا حضرت عابد علی کی شبیہ ابھری اور اپنے ہاتھ سے انھوں نے وہ نمبر مٹا دیا۔ ان کو پہچان کر ان کا مرید چلایا۔ ارے یہ تو میرے پیرومرشد ہیں فوراً یہ کام بند کرو۔ ورنہ غضب ہو جائے گا۔

ایک واقعہ آپ کے ایک خلیفہ حافظ محمد صابر کے ساتھ ہوا ایک بار وہ اپنے مرشد کی خدمت میں تھے۔ ہمت کر کے دبے الفاظ میں اپنی تنگ دستی کا اظہار فرمایا کہ حضور شب برأت قریب ہے اور میں بہت پریشان ہوں۔ کوئی انتظام بھی نہیں ہے۔ عابد علی صاحب خاموش رہے۔ صابر صاحب کے دل میں خیال گزرا کہ شاید پیرومرشد نے میری بات پر التفات نہیں کیا۔ انھوں نے دزدیدہ نگاہوں سے ان کے چہرے کی طرف

دیکھا۔ تو محسوس کیا کہ آپ کی نگاہیں کہیں اور لگی ہوئی ہیں اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے کسی کو کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ صابر صاحب نے از راہ تجسّس خیال کیا کہ دیکھنا چاہئے کہ پیرومرشد یہ کیا کر رہے ہیں اور پتہ لگانا چاہئے کس سے بات کر رہے ہیں۔ ابھی یہ خیال صابر صاحب کے دل میں گزرا ہی تھا کہ اچانک عابد علی صاحب نے غصہ سے کہا کہ تمہاری یہ جرأت کہ ہماری کسی بات کا پتہ لگاؤ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ صابر صاحب گھبرا کر شرمندہ ہو کر معافی مانگنے لگے۔ کہ حضرت غلطی ہوئی معاف فرمائیں آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ پھر پیرومرشد نے فرمایا کہ ابھی تمہاری اتنی حیثیت نہیں ہے کہ ہمارے بارے میں کچھ جان سکو۔ پھر بھی ہم آج تمہیں دکھا ہی دیتے ہیں۔ اپنی آنکھیں بند کرو۔ جیسے ہی انھوں نے آنکھیں بند کی اپنے آپ کو ایک دفتر میں پایا جہاں ایک کرسی عابد علی صاحب کی بطور حاکم لگی ہوئی ہے اور آپ کے بتائے طریقہ پر دوسرے لوگ فیصلے لکھ رہے ہیں۔ اچانک انھوں نے کہا کہ آنکھیں کھولو۔ جیسے ہی آنکھیں کھولیں اپنے آپ کو واپس اسی جگہ پایا جہاں بیٹھے تھے۔

ایک واقعہ پنجاب میں جالندھر کا ہے۔ یہاں ایک بڑے بیوپاری راج دیو بھاٹی کی ایک لوہے کی فیکٹری تھی۔ اس فیکٹری میں روزانہ نئ نئ پریشانیاں اور مصیبتیں آتی تھی۔ کبھی کام کرنے والوں کی طبیعت بگڑتی تھی۔

کبھی مالک کی طبیعت خراب، کبھی فیکٹری میں نقصان، کبھی کچھ ہوتا کبھی کچھ ہوتا۔ راج دیو بھاٹی آپ کو اپنی فیکٹری میں لے گئے۔ آپ نے وہاں کا جائزہ لیا اور کچھ پڑھ کر پانی پر دم کر کے فیکٹری میں سب طرف چھڑکنے کو کہا۔ پھر فیکٹری مالک سے فرمایا کہ ہمارے سامنے بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے راج دیو بھاٹی پر توجہ دینی شروع کی کچھ ہی دیر میں فیکٹری مالک اپنے ہوش میں نہ رہا۔ اور عجیب چیخ و پکار کرنے لگا۔ آپ نے انگلی سے اس کی طرف کچھ اشارہ کیا۔ تو وہ جن جو فیکٹری کے مالک کے جسم میں حلول کر گیا تھا کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں یہاں سے جا رہا ہوں، آئندہ یہاں آ کر کبھی کسی کو پریشان نہیں کروں گا۔ آپ نے یہ سن کر کہا کہ وعدہ خلافی مت کرنا۔ ورنہ انجام برا ہوگا۔ وہ جن وعدہ کر کے چلا گیا۔ اس دن کے بعد مالک فیکٹری اور فیکٹری کو آج تک کوئی نقصان یا پریشانی نہ ہوئی۔

آپ کے اس طرح بے شمار واقعات ہیں برائے تبرک چند واقعات تحریر کر دئے ہیں۔ خدا ہمیں ایسے لوگوں کا فیض عطا فرمائے۔

حضرت مولانا شاہ محمد ہدایت علی صاحب نقشبندی مجدّدی

آپ کا شمار جے پور کے کامل اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ کا اصل وطن رام پور ہے۔ اکتوبر 1853ء میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے رامپور میں ہی حاصل کی۔ ۱۲؍سال کی عمر سے آپ کا رجحان تصوف کی جانب مائل ہونے لگا۔ اور آپ درویشوں اور صوفیوں کی مجلس میں شامل ہونے لگے۔ لگ بھگ 1875ء میں آپ جے پور تشریف لائے اور یہیں پر مستقل سکونت اختیار کی۔

آپ کے پیرومرشد جناب محمد شیر علی خاں صاحب تھے، جن کا مختصر تعارف میں اپنی پچھلی کتاب جے پور کے اولیاء حصہ سوم میں دے چکا ہوں۔ اپنے پیرومرشد سے ملاقات کے پہلے سے ہی آپ کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے، جن کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا آپ پر خاص کرم ہوا کرتا تھا۔ پیرومرشد سے ملاقات کے بعد جب آپ کو بیعت وخلافت عطا ہوئی تو یہ مرتبہ اور بلند ہوگیا۔

کم وبیش ۱۸؍سال آپ نے پیرومرشد سے فیض حاصل کیا، یہی وجہ ہے کہ جب آپ حج کے سفر پر تشریف لے گئے تو ہاں آپ پر بے انتہا فتوحات ومغیبات کا ظہور ہوا جس کو آپ نے ہندوستان آکر ''فتوح الحرمین'' کے نام سے کتاب میں تحریری شکل دی۔ یہ کتاب سالک کے لیے مشعلِ راہ ہے اور اس کو پڑھ کر ہمارے آقا سرورِ کائنات سے محبت کا ذوق وشوق دوگنا ہوجاتا ہے۔ یہ کتاب اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ آپ کس درجہ کے ولی تھے۔

سفرِ حج سے واپسی کے بعد آپ نے جے پور میں اجمیری گیٹ پر ایک مدرسہ تعلیم الاسلام اور ایک مسجد کی تعمیر کی ابتداء کی۔ اس مسجد کی تعمیر کے بارے میں ہدایت علی صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ اچانک روپیوں کی تنگی ہوگئی، دل اور ذہن پریشان ہوگیا۔ رات کو میں نے حضراتِ صحابہ کرام کو دیکھا جو فرمارہے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ کی مرضی شامل ہے۔ پریشان مت ہو، مسجد جلد ہی بن جائے گی۔ خواب سے آنکھ کھلی تو دل کو اطمینان ہوا، اٹھتے ہی ہر طرف سے اللہ نے اس قدر روپیہ بھیجد یا کہ مسجد کا کام بجائے ایک سال کے تین ہی مہینے میں

پورا ہو گیا۔

آپ نے ایک اور کتاب ''معیارالسلوک ودافع الاوہام والشکوک'' بھی تصنیف کی جس میں تصوف کی نہایت عمدہ طریقہ سے سلیس زبان میں تعریف کی ہے۔ اور اس راہ میں آنے والے خطرات اور اوہام کو بڑی تفصیل سے ظاہر کیا ہے تاکہ سالک راہ سے بھٹکنے نہ پائے۔ اصلی اور نقلی صوفی کی پہچان کیا ہے اور کس طرح لوگوں کو ان سے بچنا چاہیے نہایت عمدہ طریقہ سے سمجھایا ہے۔

چونکہ آپ مجدّدی تھے اس لیے آپ نے حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات کو آسان زبان میں ترجمہ کر کے ۳ر جلدوں میں شائع کیا۔ جس کا نام انہوں نے درِّ لاثانی رکھا۔ آپ نے ایک اور کتاب ''احسن التقویم'' لکھی جس میں انسان کی پیدائش کا راز اس کے عناصر کی خوبیاں قبل موت اور بعد موت کے حالات کو تفصیل سے ذکر کیا۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم جے پور کے شہری ہیں، جہاں اللہ نے ایسے ایسے نایاب کامل اولیاء اللہ پیدا کیے اور بعد وصال وہ اپنے مزار شریف سے لوگوں کو روحانی فیض عنایت کیے جا رہے ہیں۔

آپ کا مزار شریف بھی اپنے پیرومرشد کے پاس گھاٹ گیٹ باہر قبرستان میں ہے۔

جے پور کی مشہور یونیورسٹی ''جامعۃ الہدایۃ'' دراصل آپ کے ہی نام پر ہے۔ جسے آپ کے پوتے مولوی عبدالرحیم صاحب نے قایم کیا تھا۔

حج کے سفر سے پہلے ہی آپ نے ہندوستان میں 140 مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے دیدار کیے۔ اور ۳ مہینے سے زیادہ وقت آپ نے حج کے بعد مدینہ منورہ میں گزارا۔ وہاں کوئی دن ایسا نہ تھا جب آقا علیہ السلام کو نہ دیکھتے ہوں۔

خدا کے فضل سے آپ نے طویل عمر پائی۔ آپ کا وصال ۲۶ر مارچ ۱۹۵۱ء/۱۳۷۰ھ میں ہوا۔ اور آپ اپنے پیرومرشد حضرت محمد شیر علی خاں صاحب کے قریب مدفون ہوئے۔ اسی جگہ آپ کے پوتے مولوی عبدالرحیم صاحب کی بھی قبر ہے۔

خدا آپ کے مرتبوں کو اور بلند فرمائے اور ان کے طفیل ہمیں بھی راہِ حق کی ہدایت دے اور مغفرت فرمائے۔

☆☆☆

حضرت محمد مسکین شاہ صاحب

آپ کا اصل نام غلام محمد ہے کشمیر کے رہنے والے تھے اور ایک عالم گھرانے سے آپ کا تعلق تھا، ایک روایت کے مطابق آپ شیخ ہمدانی کشمیری کے سلسلے سے تعلق رکھتے تھے اور دوسری روایت کے مطابق آپ بریلی پہنچ کر حضرت شاہ نیاز بے نیاز کے دست مبارک پر بیعت ہوئے واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن آپ قسط وار کشمیر میں اپنے آبائی باغ میں ٹہل رہے تھے کہ ایک بزرگ جو کنگال شاہ کے نام سے مشہور مجذوب تھے باغ میں آئے ان کو دیکھ کر غلام محمد صاحب نے تعظیماً ان کی بڑی خاطر و مدارات کی اور باغ میں ہی ان کے رہنے کا انتظام کر دیا اور ان کی ہر طرح سے خدمت کرنے لگے کھانا، پینا، سونا، کپڑے، وغیرہ کا انتظام کرتے رہے۔

اس طرح کئی دن گذر گئے، ایک دن وہ مجذوب بزرگ باغ میں بنے حوض پر وضو کر رہے تھے اور غلام محمد ان کے پاس ہی کھڑے تھے وضو کرتے کرتے اچانک آپ حوض میں گر گئے، یہ دیکھ کر غلام محمد گھبرا گئے کہ کیا کریں، کیونکہ کشمیر کی سردی تو مشہور ہے ہی پانی بھی اتنا ہی ٹھنڈا تھا، آخر آپ مجذوب کو بچانے کی غرض

سے فوراً حوض میں کود پڑے اور انہیں کسی نہ کسی طرح کھینچ کر پانی سے باہر نکال لیا۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر اور بھی حیران رہ گئے کہ ان مجذوب کے جسم پر کہیں بھی پانی یا ذرا سا بھی گیلا پن نہیں تھا سر سے پیر تک بالکل سوکھے تھے، غلام محمد کی یہ حالت دیکھ کر مجذوب مسکرا دئے اور فرمانے لگے کہ بھئی غلام محمد چراغ اور بتی تو ہم نے تمہارے اندر رکھ دی ہے لیکن اس کو روشن کرنا ہماری ذمہ داری نہیں یہ کام کوئی دوسرا کریگا یہ کہہ کر آپ غلام محمد کی نگاہوں سے روپوش ہو گئے اس کے بعد کہیں نظر نہیں آئے۔

یہ ماجرا دیکھ کر غلام محمد صاحب نے اپنا مال و اسباب اور جائداد اللہ کی راہ میں دیدی اور تلاش حق میں جنگل کی راہ لی کئی سال اسی طرح بسر کئے آخر اللہ نے ان کو اسی حال میں دہلی میں حضرت غلام علی شاہ نقشبندی کی صحبت میں پہنچا دیا۔

آج غلام علی شاہ کا روضہ چتلی قبر میں واقع ہے انکے ساتھ اور چار بزرگوں کے مزار بھی ہیں یہ بندہ حقیر راقم بھی وہاں حاضری دیکر آیا ہے نہایت برکت کی جگہ ہے، ایک بات اور آپ کی معلومات کے لئے کہہ دوں کہ یہ غلام علی شاہ حضرت ہدایت علی شاہ جے پوری کے دادا پیر ہیں۔

بہر حال غلام علی شاہ کی صحبت میں کافی عرصہ رہے وہاں درویشی کی تعلیم اور دستار سے فیض یاب ہوئے اس کے بعد آپ پر اکثر کیفیت طاری ہوتی اور کشف ہونے لگا آخر آپ نے یہ بات غلام علی شاہ سے عرض کی انہوں نے کہا کہ

تمہارا جو حصہ ہمارے پاس تھا وہ تمہیں مل گیا اب تمہیں جو کچھ ملیگا وہ سلسلہ چشتیہ سے ملیگا تم اجمیر شریف جاؤ جیسا حکم ہو بجالانا وہی تمہاری نعمت و دولت ہوگی لہذا آپ قدم بوسی کر کے پیدل ہی اجمیر روانہ ہوگئے، کئی دن بعد جب اجمیر پہنچے تو بلند دروازہ پر ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہاری رہنمائی کروں۔

غلام محمد صاحب نے سر جھکا کر کہا کہ حکم فرمائیں، کہا کہ سلطان الہند کے مزار پر حاضری دو اس کے بعد بریلی چلے جاؤ یہاں تمہاری جو امانت تھی وہ شاہ نیاز بے نیاز کے پاس پہنچا دی گئی ہے اور وہ امانت تمہیں انہیں کے ہاتھوں ملے گی ،انہیں یہاں سے ہدایت جاری کر دی گئی ہے

آستانہ خواجہ پر حاضری دیکر آپ پیدل ہی بریلی کے لئے روانہ ہوگئے۔
کئی دن بعد آپ بریلی میں حضرت شاہ نیاز بے نیاز کے در دولت پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا شاہ نیاز بے نیاز نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا بھئی آؤ بڑے اچھے وقت پر آئے تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا۔

اس طرح اللہ نے آپ کو کشمیر کی وادیوں سے نکال کر بریلی کے ایک گوشہ میں شاہ نیاز بے نیاز کے اختیار میں دیدیا آپ ایک عرصہ ان کی خدمت میں رہے اور شاہ صاحب کی دیکھ ریکھ میں مراتب طے کرتے رہے جب غلام محمد صاحب کو خلافت ملنے کا وقت آیا تو شاہ صاحب نے جا کر ان کو خلافت مع شرائط

عطا کی اور مسکین شاہ کے لقب سے نوازا اور حکم دیا کہ تمہیں جے پور جا کر رشد وہدایت اور خدمت خلق کا کام سنبھالنا ہے۔

اپنے شیخ کی قدم بوسی کر کے آپ جے پور تشریف لے آئے یہ زمانہ جے پور کے مہاراجہ رام سنگھ جی کے دور حکومت کا تھا جلد ہی آ کر یہاں کی عوام میں مقبول ہوئے اور خلق خدا کو فیضیاب کرنے لگے، کیا امیر کیا غریب کیا چھوٹا اور کیا بڑا سبھی آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔

آپ کے خاص خلیفاؤں میں حضرت صادق علی شاہ، سکندر علی شاہ ،وغیرہ کے نام سامنے آتے ہیں، آپ کے ارادت مندوں میں ایک بڑی تعداد غیر مسلموں کی بھی تھی۔

آپ کا مزار گھاٹ دروازہ کے باہر آگرہ روڈ پر ہے، یہی آپ کی خانقاہ تھی یہاں مسجد بھی ہے اور اس کا حوض بھی ہر سال آپ کا عرس بڑی شان سے منایا جاتا ہے اب تک ۱۵۰ سے زائد عرس ہو چکے ہیں آپ کی عمر بھی طویل تھی، جیسا کہ بتایا جاتا ہے کہ ۱۲۵ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا (واللہ اعلم)۔

ایک تحقیق کے مطابق خواجہ سید علی ہمدانی کشمیری آپ کے نانا تھے، اور انہوں نے بخارا سے ترک سکونت کر کے کشمیر کو وطن بنایا۔

آپ نے جے پور میں ہی سلسلہ نیازیہ کو بہت وسعت دی۔ ۱۲۷۲ھ میں آپ نے جے پور میں اپنی خانقاہ اور مسجد تعمیر کرائی۔ آپ کے خلفاء میں ایک شاہ

ولی محمد صاحب سیکر میں ہیں۔ایک خلیفہ محبوب علی شاہ فتح پور شیخاواٹی میں ہیں،ایک خلیفہ فیض اللہ صاحب کرنال میں ہیں ۔ایک خلیفہ سکندر علی صاحب الہ آباد میں ہیں ، ایک خلیفہ مولوی گل محمد صاحب لکھنؤ میں ہیں ، ایک خلیفہ صادق علی شاہ صاحب جے پور میں ہیں۔ان سبھی نے اپنی اپنی خانقاہیں تعمیر کی اور سلسلہ کو آگے بڑھایا۔

مسکین شاہ صاحب کے زمانے میں جے پور ریاست کے وزیر اعظم نواب فیاض علی صاحب تھے وہ شاہ صاحب کے مرید تھے ، انہوں نے ہی شاہ صاحب کا مزار اور بارہ دری بنوائی۔

حضرت صادق علی شاہ صاحب

اصل نام آپ کا محمد زماں تھا آپ کے آباؤ اجداد مغل بادشاہ جہانگیر کے دور حکومت میں ہندوستان آئے تھے دیندار اور شریف خاندان سے آپکا تعلق تھا، بادشاہ شاہ عالم کے دور میں آپ کی پیدائش بتائی جاتی ہے۔

جب حضرت مسکین شاہ دہلی میں امام علی شاہ کی خانقاہ میں قیام پذیر تھے تب صادق صاحب کی ملاقات مسکین شاہ سے ہوئی چند ملاقاتوں میں مسکین شاہ آپ کو پسند کرنے لگے پھر تو یہ ہوا کہ آگے چل کر مسکین شاہ نے انہیں اپنا جانشین مقرر کیا۔

اگر مسکین شاہ سفر میں جاتے تو انہیں ساتھ رکھتے کہیں قیام کرتے تو انہیں ساتھ رکھتے جب مسکین شاہ نے دیکھا کہ میرا یہ مرید تو بڑا راسخ الاعتقاد ہے تو آپ نے خوش ہوکر صادق کا لقب دیا۔

صادق صاحب اپنے شیخ کے ساتھ ہی جے پور تشریف لائے اور ان کے وصال کے بعد انہوں نے ان کی گدی سنبھالی جلد ہی آپ بھی عوام میں مقبول ہوگئے چھوٹے اور بڑے سب ہی آپ کی مجلس میں آیا کرتے سرکار جے پور نے بھی آپ سے متاثر ہوکر آپ کے لنگر اور خانقاہ کے لئے خرچ مہیا کرایا۔

آپ کا وصال ۱۸۵۷ھ میں جے پور میں ہوا اور مسکین شاہ صاحب کے سامنے والے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا آپ کے خاص خلفاء میں سے ایک نام جناب الٰہی بخش صاحب کا ہے جن کے ذریعہ یہ سلسلہ آگے بڑھا۔

افسوس! زیادہ حالات صادق صاحب کے اس حقیر کو معلوم نہ ہوسکے۔

حضرت امام الدین شاہ صاحب

آپ جے پور کے رہنے والے تھے اور ۱۹۱۹ء میں آپ کی پیدائش ہوئی آپ کے والد کا نام جناب وزیرالدین تھا وہ بھی سلسلہ مسکین میں جناب حاجی الٰہی بخش سے بیعت تھے۔

آپ کے والد نے اپنے پیر بھائی سید لیاقت علی صاحب کی سرپرستی میں امام الدین صاحب کو دیدیا چونکہ لیاقت صاحب کے کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے انہوں نے بڑی شفقت سے امام الدین کے سر پر ہاتھ رکھا۔

دنیاوی تعلیم آپ نے جے پور کے مہاراجہ اسکول میں حاصل کی اور باطنی تعلیم لیاقت صاحب سے ملی اور آخرکار لیاقت حسین صاحب نے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کردیا۔

آپ کو شعروشاعری کا بھی شوق تھا شروع میں آپ نے جے پور کے مشہور شاعر ناظم سنبھلی سے اصلاح لی پھر جے پور کے استاذ حضرت کوثر سے اصلاح لی صحبت کا اثر آیا اور ان کی شاعری میں تصوف کا رنگ چڑھنے لگا مولانا کوثر بھی انکے کام کی تعریف کیا کرتے تھے۔

آپ بڑے ملنسار اور بڑے بااخلاق شخص تھے چہرے پر

مسکراہٹ ہر وقت رہتی تھی میں نے بھی ان کو خوب دیکھا ہے میرے تایا رضی الدین صاحب ہر سال حضرت چپ شاہ کے عرس لاڈلی کا کھرّا ہمدرد دواخانہ پر کیا کرتے تھے اس کی محفل میں آپ برابر تشریف لاتے تھے۔

ویسے تو آپ سبھی سلسلوں میں بیعت ہیں اور ہر بزرگان دین کی شان میں آپ نے منقبت لکھی ہے لیکن سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز سے آپ کو قلبی لگاؤ تھا آپنے ان پر بہت زیادہ منقبت لکھی ہیں۔

آپ کا وصال فروری ۱۹۸۲ء میں جے پور میں ہوا آپ کا مزار حضرت صادق علی صاحب کے مزار کے سامنے ہے آپ کا مجموعہ......آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ جناب حاجی الیاس صاحب نے طبع کرایا ہے (خدا انہیں جزائے خیر دے)

اور وہی ہر سال آپ کے عرس میں مچھلی والوں کا محلّہ جے پور میں مناتے ہیں۔

آپ کا ایک شعر ہے۔

قرب خدا مقام ہے خواجہ معین الدین کا
کون ومکاں میں نام ہے خواجہ معین کا

حاجی نذیر احمد خاں صاحب

آپ کے آباؤ اجداد بہت پہلے ہی افغانستان سے ہندوستان آ کر بس گئے تھے صحیح النسب پٹھان تھے آپ کی ولادت ۱۸۹۹ء کو ہوئی آپ کا آبائی مکان جے پور کے مہاوتوں کے محلّہ میں ہے آپ بچپن سے ہی ذہین اور متین تھے والد نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے پاس قرآن سیکھنے کے لئے بٹھایا، جہاں آپ نے سترہ پارہ حفظ کئے، مولانا عبدالرحمٰن جو لوہاروں کی مسجد میں امامت کرتے تھے خود بھی ایک صوفی منش آدمی تھے ان کی ترغیب پر ہی نذیر صاحب اللہ بخش شاہ صاحب سے ملے جو مسجد کے پچھواڑے مسجد کے ہی ایک حجرے میں رہتے تھے، کچھ دن بعد آپ اللہ بخش صاحب کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے آخر کار اللہ بخش صاحب نے ان کو بیعت کر لیا، شروع میں آپ نگینہ سازی کا کام کرتے تھے لیکن بعد میں آپ مہاوتوں کی مسجد میں امامت کرنے لگے آپ نے ساٹھ سال امامت کی اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ انتقال کے وقت بھی آپ کی تنخواہ ۶۰ روپے ماہوار تھی انہوں نے کبھی اپنی تنخواہ بڑھانے کے لئے مسجد والوں پر دباؤ نہیں ڈالا۔

اللہ بخش صاحب نیازی سلسلہ اور مسکینی سلسلہ کے خلیفہ تھے

انہوں نے پہلی خلافت اپنے صاحبزادے احمد حسین کو عطا کی تھی ان کے بعد نذیر صاحب کو ملی۔

خدمت خلق کا جذبہ نذیر صاحب میں بھرپور تھا اخلاق کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص کو یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ صرف اس سے زیادہ محبت کرتے ہیں، کم کھاتے تھے اور کم سوتے تھے آپ نے جے پور میں کئی جگہ چلہ کشی کی ریاضت اور مجاہدہ برابر کرتے رہتے تھے آپ نے کبھی نہیں چاہا کہ لوگوں پر اپنی ریاضت اور کرامت کا رعب ڈالیں۔

بیمار لوگوں کی آپ کے در پر بھیڑ لگی رہتی تھی اور اللہ اپنے فضل سے ہر ایک کو شفایاب کرتا، ایک مرتبہ ایک شخص کو کئی زنجیروں سے باندھ کر آپ کے پاس لایا گیا کہ صاحب اس پر جنات آئے ہیں، کئی سال ہو گئے لیکن یہ ٹھیک نہیں ہوتا ہے اس نے لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے، نذیر صاحب نے اس کو اپنے سامنے بٹھایا اور بڑے پیار سے اس سے باتیں کر نے لگے دیکھتے دیکھتے ہی وہ شخص حیرت انگیز طور پر ٹھیک ہوتا چلا گیا پھر دوبارہ اس کو یہ عارضہ نہیں ہوا۔

گم شدہ لوگوں کا پتہ لگانے میں آپ کو مہارت حاصل تھی جب بھی کوئی ایسا غرض مند آتا تو نذیر صاحب بتا دیا کرتے کہ تیرا بیٹا فلاں جگہ اور کب واپس آئیگا۔

جے پور سے حج پر جانے والے لوگ جب حج سے واپس ہوتے تو کہتے کہ ہم نے نذیر صاحب کو حج میں دیکھا ہے، صبح سے شام تک آپ کے یہاں لوگوں کا مجمع لگا رہتا، کوئی بیمار، کوئی پریشان، ہر شخص اپنی اپنی ضرورت لے کر آتا اور اللہ کے فضل سے امید لے کر لوٹتا۔

اللہ بخش صاحب کے انتقال کے بعد آپ ان کے حجرے میں جایا کرتے اور وہاں عبادت کیا کرتے جب مسجد کی توسیع کا ارادہ ہوا تو مسجد والوں نے آپ سے حجرہ خالی کرنے کو کہا آپ نے سمجھایا کہ اس حجرے کو مت توڑنا، مگر مسجد والے نہیں مانے آپ یہ کہہ کر اس حجرے سے ہٹ گئے کہ ٹھیک ہے کہ مسجد بناؤ اور خوب بناؤ، خوب بناؤ، چنانچہ مسجد کی توسیع کے لئے وہ حجرہ توڑ دیا گیا سالوں سال مسجد کا کام چلتا رہا لیکن مسجد پوری نہیں ہو پائی تھی، بہت بڑی رقم بھی خرچ ہوئی مگر نتیجہ وہی رہا آخر مسجد والوں نے اس حجرہ کی دوبارہ تعمیر کی تب جا کر مسجد کا کام پورا ہوا۔

ایک غیر مسلم کا لڑکا بہت عرصے سے غائب تھا اس کی کوئی خیر خبر نہیں مل رہی تھی وہ شخص ہر جگہ اپنی کوشش کر چکا تھا، کسی نے نذیر صاحب کا پتہ بتایا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی دعا کی برکت سے اللہ نے اس کے لڑکے کو بھجوا دیا وہ شخص ایک اٹیچی میں روپیہ لیکر آپ کے پاس آیا لیکن آپ نے سختی سے لینے سے منع کر دیا۔

جب سرکاری اسکولوں کے امتحانات کا وقت آتا تو لڑکے لڑکیاں آپ کے پاس آ کر دعا کے لئے درخواست کرتے تھے اور اللہ کسی کو مایوس نہیں کرتا تھا۔

نذیر صاحب نے اپنی ہی زندگی میں اپنے صاحبزادے عبدالحمید عرف بھیا بھائی کو اپنا خلیفہ بنا دیا تھا، آج پنچائتی مسجد میں بھیا بھائی نذیر صاحب کی طرز پر لوگوں کو فیض پہنچانے کا کام کر رہے ہیں، (خدا ان کے ہاتھ میں شفاء بنائے رکھے)

نذیر صاحب کی شہرت جب گجرات تک پہنچی تو وہاں سے کچھ لوگ ان کو آزمانے کے لئے آئے اور مسجد میں بعد ظہر کے نذیر صاحب کے روبرو ہوئے، آخرکار انہوں نے نذیر صاحب سے ہار مانی اور معافی چاہی۔

آپ کا انتقال ماہ صفر کی آخری بدھ کی ۱۹۸۴ء میں ہوا آپ صادق علی شاہ صاحب کے مقبرہ کے احاطہ میں مدفون ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین صاحبؒ

جے پور کے اولیاء کرام میں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کی وہی حیثیت ہے جو چاند کی ستاروں کے درمیان ہے۔کیا ہندو کیا مسلمان ہر شخص آپ کے نام سے واقف ہے۔جس قدر شہرت جے پور میں آپ کو ملی اتنی کسی اور کو نہیں ملی۔

مولوی احترام الدین احمد شاغل عثمانی اپنی معرکتہ الآراء تصنیف ''تنویر طریقت'' میں آپ کو کالپی کا باشندہ بتاتے ہیں۔آپ کے آباء و اجداد وہیں کے رہنے والے ہیں آپ کے والد بھی ایک صوفی منش شخصیت تھے۔دینداری کا ماحول تھا،صوم وصلوٰۃ کے پابند گھرانے کے آپ چشم و چراغ ہیں۔ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد سے ہی حاصل کی۔

کچھ لوگ آپ کی پیدائش دہلی کی بتاتے ہیں واللہ اعلم، بحر حال آپ ذیعقدہ کے مہینے میں ۱۷۳۰ء، ۱۱۲۰ھ کو پیدا ہوئے۔آپ کے والد نے اس زمانے کے مشہور بزرگ شیخ فخر الدین کے پاس آپ کو راہ سلوک طے کرنے کی غرض سے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے خدمت میں بھیج دیا۔ جہاں آپ نے تمام مراتب طے کئے۔ریاضت اور مجاہدے کے اتنے پکے تھے کہ ۳۰ سال تک زمین پر کمر نہیں ٹکائی۔

آپ کے مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ دہلی میں آپ کے ایک خلیفہ حضرت رحمت شاہ فرماتے ہیں۔کہ میں ایک مرتبہ مسجد میں مراقبہ میں تھا کہ مجھے میرے پیرو مرشد چار بزرگوں کے ساتھ نظر آئے۔معلوم ہوا کہ وہ حضرات قدس حضرت غوثِ اعظم،خواجہ غریب نواز، بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت نظام الدین تھے۔کچھ دیر وہ میری نگاہوں کے سامنے رہے پھر او جھل ہو گئے۔

آپ جے پور کب تشریف لائے۔اس کا پتہ باوجود کوشش کے نہ چل سکا صحیح تو معلوم نہیں ہو سکا لیکن آپ کی جے پور آوری کے وقت جے پور میں راجہ رام سنگھ جی کی حکومت تھی بقول مولوی احترام الدین احمد شاغل صاحب کے کہ آپ کے حالات پر ایک مفصل کتاب جس کا نام ''مرات الضیائیہ'' ہے، قلمی ہونے کی خبر ہے لیکن یہ ہمیشہ غیر مطبوعہ رہی۔ یہ کتاب آپ کے پہلے سجادہ نشین جناب غلام رسول کے پاس دیکھی گئی تھی جو آپ کے بھانجے تھے۔

آپ نے تا عمر شادی نہیں کی۔اپنی بہن کے بچے سے انھیں انس تھا۔ وہی بعد میں غلام رسول کے نام سے آپ کی درگاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔

آپ کی کرامات تو بہت ہیں، بچپن سے ہم بھی بہت سی باتیں

سنتے چلے آئے ہیں ان میں سے صرف چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

چونکہ آپ کی شہرت سن کر اور کرامات دیکھ کر جے پور کے راجہ رام سنگھ اکثر آپ کی خدمت میں آکر دوزانو بیٹھا کرتے تھے۔ایک بار مجلس میں بیٹھے بیٹھے آپ سے عرض کیا کہ حضور اب اجازت دیں آج کل سرکاری کام بہت ہیں۔اور مجھے گووند دیو جی کے درشن بھی کرنا ہے، اشنان بھی کرنا ہے، اگر میں آج درشن نہ کرسکا تو مجھے بہت تکلیف ہوگی۔آپ نے فرمایا کہ اگر حکم ہو تو گووند جی کو یہیں بلا لیتے ہیں آپ ان کے درشن یہیں کرلیں۔اس طرح آپ کا وقت بھی بچ جائے گا اور آسانی بھی ہوگی۔ جب راجہ نے رضامندی ظاہر کی تو فوراً ہی انھوں نے اپنے سامنے گووند دیو جی کو پایا۔ راجہ نے اپنے گلے کا ہار آزمانے کے لئے اس کے گلے میں ڈالدیا۔اس دوران مولانا ضیاء الدین نے گووند دیو جی سے پانی ڈلوا کر وضو بھی کیا۔ جب راجہ یہاں سے اٹھ کر اپنے مندر کے قریب پہنچے تو راستہ ہی میں ان کا شاہی پنڈت ملا اور گھبرا کر کہنے لگا حضور گووند دیو جی اپنے استھان پر نہیں ہیں، آپ چل کر دیکھ لیں۔راجہ پنڈت کو ساتھ لے کر مندر کے اندر جہاں مورتی رکھی ہوتی ہے گئے تو اس وقت تک تو مورتی واپس آچکی تھی۔راجہ نے دیکھا کہ وہی ہار اس مورتی کے گلے میں موجود ہے۔راجہ یہ دیکھ کر دل سے قائل ہوا۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک پنڈت نے کہا کہ آج چاند دیکھنے کا دن نہیں ہے لیکن پھر بھی آکاش میں چاند دکھے گا۔راجہ نے جا کر یہ بات مولانا ضیاء الدین سے پوچھی آپ نے فرمایا کہ چاند تو کل ہی دکھے گا۔یہ اطلاع اس پنڈت کو بھی ہوئی، اس نے اپنے باطل جادو کی مدد سے پیتل کی تھالی کو آسمان میں معلق کردیا اور کہنے لگا کہ دیکھو میرے کہنے کے مطابق چاند دکھائی دے گیا۔یہ خبر جب مولانا ضیاء الدین کو پہنچی تو آپ نے اپنی کھڑاؤں کو ہوا میں اچھالا وہ اس تھالی کو مارتی ہوئی نیچے لے آئی۔

آپ کا ایک مرید کچھ دشمن رکھتا تھا ایک دن اس دشمن نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس کو گھیر لیا۔اس نے دل سے آپ کا تصور کیا اور ہمت کر کے ڈٹ گیا۔فوراً ہی وہ دشمن خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا۔

آپ کا دسترخوان ہمیشہ وسیع ہوا کرتا تھا۔ایک سے زائد کھانے ہوا کرتے اور بہت لذت والے لیکن آپ سب سے آخر میں بہت تھوڑا سا چکھ لیا کرتے تھے۔آپ زیادہ تر ایک کرتا ایک لنگی اور ایک رومال استعمال کیا کرتے تھے۔آپ اپنی ریاضت و عبادت سے مخلوق کے لئے وقت نکال کر رشد و ہدایت کا کام کرتے۔اسی اثنا میں حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے۔اگر کوئی آپ سے چڑھ کر یا غصہ ہو کر بولتا تو آپ مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

سرکار نے آپ کی خدمت کو دیکھتے ہوئے کافی جائداد نذر کی جس کا پورا ریکارڈ وقف بورڈ کے پاس ہے۔ ہر سال آپ کا عرس بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔سبھی سلسلے کے بزرگوں کے یہاں سے آپ کے مزار کے لئے چادر آتی ہے۔ آپ کی درگاہ جے پور میں آنے والے تمام اولیاء اللہ کے لئے ایک اسٹیشن کا کام کرتی ہے۔ یہاں سے جو اشارہ ہوتا ہے اسی کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبد الحلیم صاحب کافی عرصے اپنے لئے شیخ ڈھونڈتے رہے اس کے لئے انھوں نے سفر بھی کئے۔ آخر ان کو اشارہ ہوا کہ مولانا ضیاء الدین کی درگاہ پر حاضری دو، تمہارے پیر و مرشد وہاں موجود ہیں۔ چنانچہ آپ خوشی خوشی درگاہ پہنچے، وہاں ان کی ملاقات حضرت شاہ زماں صاحب سے ہوئی۔ اور دو دن کے اندر اندر آپ ان سے بیعت ہوئے پھر بعد میں خلیفہ بنے۔ شاہ زمان صاحب کا مزار شریف ٹونک میں موجود ہے۔

آپ کی تعلیمات وہی تھی جو ہمیشہ بزرگانِ دین دیتے آرہے ہیں۔ آپ کہا کرتے تھے کہ اگر تمہارا پیر مکمل ہے تو پھر وہ دنیا میں کہیں بھی ہو فاصلہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔ مسلمان کو ہر وقت اپنی دولت کی حفاظت کرنے

کے لئے تیار رہنا چاہئے اور یہ دولت ہے ایمان کی۔ اگر یہ چلی گئی تو کچھ نہیں بچا۔

محرم کے دنوں میں آپ مرثیہ خوانی بھی سنا کرتے تھے۔مجلس میں وعظ اس طرح فرماتے کہ ہر سننے والے کے دل میں ذوق و شوق پیدا ہوتا۔ آپ کی مجلس میں آنے والے لوگ اپنے آپ پر فخر کیا کرتے تھے۔ بقول مولانا روم کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھنا بھی عبادت ہے۔سن ۱۸۱۰ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ کے اب تک ۲۰۰ سے زائد عرس ہو چکے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے بھانجے غلام رسول صاحب درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۰ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔ پھر ان کے صاحبزادے امام الدین صاحب اس مسند پر فائز ہوئے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے محی الدین سجادہ نشین بنے۔

مولوی احترام الدین شاغل صاحب اپنی کتاب ''تنویر طریقت'' میں فرماتے ہیں ''مولانا ضیاء الدین کے سجادہ نشین محی الدین عرف ننھے میاں کسی معاملے میں قید کر دیے گئے۔ ان کے جانے سے درگاہ کے نظام میں خلل پیدا ہوا، سجادہ نشین کوئی نہ رہا۔ اس زمانے میں حضرت شاہ خلیل الرحمٰن صاحب جمالی جے پور تشریف لائے ہوئے تھے۔ جے پور کے مسلمانوں نے اس بارے میں آپ سے عرض کیا۔ خلیل الرحمٰن صاحب نے

فرمایا کہ شہر میں اعلان کردو کہ ہر خواص و عام درگاہ ضیاء الدین میں مغرب کی نماز کے وقت حاضر ہوجائیں چنانچہ ایک مجمع کثیر درگاہ شریف میں حاضر ہوگیا۔ میں بھی (مولانا شاغل) حضرت کے ساتھ حاضر ہوا بعد نماز مغرب حضرت پہلے تو ضیاء الدین صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے، فاتحہ پڑھی اور کچھ دیر مراقبہ میں رہے، پھر مسجد میں آئے اور مسجد کے زینوں پر کھڑے ہوکر ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ اور میاں کمال الدین شاہ کو بلا کر اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی اور مجمع کو ہدایت فرمائی کہ ان کے ادب اور بزرگی کا پورا خیال رکھیں۔ اور کوئی گستاخی ان کی شان میں ہرگز نہ کی جائے۔ یہ کمال الدین شاہ آپ کے بھانجے غلام رسول صاحب کی ہی اولاد میں سے تھے''۔

۱۹۳۸ء میں شاہ کمال الدین کا انتقال ہوگیا انھوں نے وصیت کی کہ میرے بڑے لڑکے امین الدین کو سجادہ نشین بنایا جائے اور دوسرے لڑکے فخر الدین کو متولی بنایا جائے۔ یہ عمل شاہ کمال الدین کی سوم کی فاتحہ پر کیا گیا۔ دستور کے مطابق دستار بندی کی گئی۔ ۱۹۴۴ء میں امین الدین صاحب کا بھی انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بھائی سعید الدین کچھ عرصہ سجادہ نشین رہ کر وصال کر گئے۔ ان کے بعد فخر الدین میاں (فخرو میاں) نے ہی سجادہ نشین کا عہدہ بھی سنبھال لیا۔ متولی تو وہ پہلے سے

تھے ہی اب دونوں عہدوں پر فائز ہوگئے۔ ۱۹۸۱ء میں فخرو میا کا بھی انتقال ہوگیا۔

محی الدین صاحب کے لڑکوں نے عدالت میں چارہ جوئی بھی کی اور مقدمہ بھی اس بات کو لے کر چلا، خدا جانے اب بھی مقدمہ چل رہا ہے یا نہیں۔

حضرت کلن شاہ درویشؒ

آپ جے پور کے ہی رہنے والے تھے،آپ کے والد کا نام احمد شاہ تھا، وہ بھی چشتیہ سلسلے کے ایک درویش تھے اور بہت لوگ ان کے معتقد تھے، ان کے وصال کے بعد حضرت کلن شاہ ان کے سجادہ نشین ہوئے۔

آپ صاحبِ نسبت درویش تھے، اکثر خرق عادات اُن سے ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ایک زمانے میں لگ بھگ آدھا جے پور آپ کا معتقد تھا۔آپ سلسلہ چشتیہ اور جمالیہ دونوں میں بیعت تھے۔آپ کا مزار جے پور میں گنگا پول دروازے کے باہر واقع ہے۔سرکار نے آپ کو کافی زمین خانقاہ کے لیے دی اور خرچ کے لیے ایک سالانہ رقم طے کی تھی۔

کلّن شاہ نے شادی تو کی تھی لیکن اس کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی، جب آپ کا وصال ہوا تو سوال اُٹھا کہ ان کا جانشین کون ہوگا اور ان کی درگاہ کی خدمت کون کرے گا۔اُن دنوں سلسلہ جمالیہ کے چشم و چراغ جناب خلیل الرحمٰن جمالی جے پور تشریف لائے ہوئے تھے۔کلّن شاہ کے معتقدین جمع ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور حقیقت بیان کی۔آپ نے دریافت کیا کہ ان کا داماد ہے۔عرض کیا گیا کہ ہاں ہے۔تو فرمایا: ان کو بلالو۔لوگ کلّن شاہ کے داماد عنایت اللہ شاہ کو لے کر آئے۔جناب خلیل

الرحمٰن صاحب نے ان کو بیعت کیا اور تعلیم وتلقین کی اور سب کی موجودگی میں دستار بندی کر دی۔اس طرح کلن شاہ کے داماد ان کے جانشین ہوئے۔ یہ واقعہ لگ بھگ 1910ء کے آس پاس کا ہے۔

اس کے بعد عنایت اللہ شاہ عمدہ طریقہ سے درگاہ کی خدمت انجام دیتے رہے اور خدمت خلق بھی کرتے رہے۔ان کی قبر بھی کلن شاہ کے مزار کے پاس میں ہے۔

ان کے بعد ان کے بیٹے شیر شاہ اور پھر ان کے بیٹے چاند شاہ پھر ان کے بیٹے گلاب شاہ یہ خدمت کرتے آئے۔

آج گلاب شاہ کے بیٹے محمد حنیف شاہ درگاہ کی خدمت کرتے ہیں۔

کلّن شاہ کا عرس ہر سال شعبان کے مہینے میں پہلی دوسری تاریخ کو ہوتا ہے۔ایک اندازے کے مطابق اب تک 100 عرس ہو چکے ہیں۔

کلّن شاہ کے ایک خادم موتی بابا تھے جو ہمیشہ کلّن شاہ کے ساتھ رہے،ان کی قبر بھی وہیں موجود ہے۔

☆☆☆